قسط نمبر 4 آخری

# کیا قرآن سے حلالہ ملعونہ مروجہ کا اثبات ہوتا ہے؟

## جواز کے دلائل کا ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

تحریر: مولانا حافظ صلاح الدین یوسف...... مدیر شعبہ تحقیق و تالیف دارالسلام۔ لاہور

**حلالے کی بابت صاحب ''المنار'' کی وضاحت:** مضمون کی تکمیل کے بعد تفسیر ''المنار'' دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ تفسیر الازہر (مصر) کے شیخ محمد عبدہ (مشہور مصری مصلح) کے تفسیری افادات ہیں جو ان کے تلمیذ رشید علامہ رشید رضا مصری، مدیر ''المنار'' نے مرتب کیے ہیں اور تفسیر ''المنار'' کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ اس تفسیر میں شیخ محمد عبدہ ؒ آیت ﴿فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ کے تحت لکھتے ہیں، ہم اختصار کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں: ''ہر مسلمان کو جاننا چاہیے کہ یہ آیت اس امر میں بالکل واضح ہے کہ وہ نکاح جس کے ذریعے سے مطلقہ ثلاثہ (زوج اول کیلئے) حلال ہوتی ہے، وہ باقاعدہ صحیح نکاح ہے جو رغبت سے کیا جائے (نہ کہ شرط کر کے یہ جبر) اور جس سے نکاح کا وہ مقصود حاصل ہو جائے جو نکاح سے مطلوب ہوتا ہے پس جس نے مطلقہ ثلاثہ عورت سے اس نیت سے نکاح کیا کہ وہ عورت زوج اول کیلئے حلال ہو جائے تو یہ نکاح صورتاً تو نکاح ہے لیکن غیر صحیح نکاح ہے اور اس سے وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوگی بلکہ یہ ایسی معصیت ہے جس کے مرتکب پر شارع نے لعنت فرمائی ہے اور شارع ؑ کسی ایسے فعل پر لعنت نہیں کرتے جو جائز (مشروع) ہو۔ بلکہ ایسے فعل پر بھی لعنت نہیں کرتے جو صرف مکروہ ہی ہو (حرام نہ ہو)۔

جمہور علماء کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ لعنت انہی گناہوں پر آتی ہے جو کبیرہ ہوں۔ اگر اس کا دوبارہ اعادہ کیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اسکی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص خون کو پیشاب سے پاک کرے حالانکہ وہ پلیدی پر پلیدی ہے (وہ پاک کس طرح ہوگا؟) امام مالک، امام احمد، امام ثوری، اہل ظاہر اور ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد اہل حدیث و اہل فقہ میں سے اسی مؤقف کی قائل ہے۔

علامہ رشید رضا مصری مرتب افادات مزید لکھتے ہیں: ''الاستاذ الامام (شیخ عبدہ) نے فرمایا: حلالے والا نکاح، نکاح متعہ سے بھی بدتر ہے اور فساد و عار کے اعتبار سے بھی بہت شدید ہے اور کچھ دوسرے فقہاء جو کہتے ہیں کہ

یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے جب تک اس میں شرط نہ ہو، اس لیے کہ فیصلہ ظاہر پر ہوتا ہے، اس میں کارفرما مقاصد اور پوشیدہ باتوں کو نہیں دیکھا جاتا، تو ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے، لیکن دین قیم (اسلام) تو یہ ہے کہ ظاہر باطن کا آئینہ دار ہو، ورنہ وہ نفاق ہوگا۔

علاوہ ازیں حلالے کی نیت سے نکاح کرنے والا وہ نکاح حقیقی نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا (حکم دیا) ہے اور اسے بیان کیا ہے۔ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جسے خود انسان جس طرح چاہے کر لے اور نہ اس شخص کی مرضی پر ہے جو بغرض حلالہ یہ کام کرواتا اور اس پر اس کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ اگر قاضی لاعلمی کی وجہ سے ظاہر کو دیکھتے ہوئے ایسے نکاح کے نفاذ کا فیصلہ دے دیتا ہے، وہ تو معذور گردانا جا سکتا ہے لیکن اس کا علم رکھنے والا اور اس کا ارتکاب کرنے والا معذور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حافظ ابن قیمؒ نے اس حلالے پر ''اعلام الموقعین'' میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔'' اس کے بعد امام عبدہؒ نے لعنت والی حدیث اور کرائے کے سانڈ والی حدیث ذکر کر کے وہ آثار صحابہ نقل کئے ہیں جن میں اس فعل حرام کو زنا اور قابل رجم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

''حلالہ کی اس رذالت (کمینگی، خساست) کے باوجود یہ فعل اُن اَشرار میں عام ہے جنہوں نے طلاق کی اجازت کو ایک عادت اور مذاق بنا لیا ہے، بالخصوص اس فتویٰ اور حکم کی وجہ سے کہ ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دینے سے تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں، مسلمانوں کی اکثریت نے اپنے دین کو مذاق اور تماشا بنا لیا ہے، جس کی وجہ سے خود اسلام بدنام ہو رہا ہے حالانکہ اسلام میں ایسی کوئی بات نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جو اسلام کے نام پر اس کو عیب ناک کر رہے ہیں۔ میں نے لبنان میں ایک عیسائی کو دیکھا جو اسلامی کتابوں وغیرہ کی خریداری اور ان کے مطالعے کا بڑا شوقین تھا، بالآخر اس کو ہدایت نصیب ہوگئی اور وہ مسلمان ہو گیا تاہم تصوف کی طرف اس کا رجحان رہا۔ مجھے اس نے کہا: اسلام میں مجھے تین عیبوں کے سوا اور کوئی عیب نظر نہیں آیا، اور یہ ممکن نہیں کہ یہ عیوب اللہ کی طرف سے ہوں (یعنی لوگوں نے ان کو اسلام کے نام پر گھڑ لیا ہے اللہ کے نازل کردہ دین اسلام میں وہ نہیں ہو سکتے)۔ ان میں سب سے بدتر عیب حلالہ ہے۔ لیکن جب میں نے اس حلالے کی حقیقت اس پر واضح کی کہ یہ اسلام میں نہیں ہے بلکہ لوگوں کا اپنا ایجاد شدہ طریقہ ہے تو وہ مطمئن ہو گیا۔''

**پس نوشت:** اس مضمون کی تکمیل کے بعد چند چیزیں اور نظر سے گزریں یا علم میں آئیں، مناسب معلوم ہوتا ہے وہ بھی نذر قارئین کر دی جائیں۔ ان میں سے ایک خود مولانا تقی عثمانی صاحب کا فرمودہ ہے کہ حیلے سے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، جبکہ حلالہ ملعونہ کے جواز کی ساری بنیاد ہی حیلے پر ہے، تعجب ہے کہ محولہ فتوے کے باوجود موصوف

حلالہ ملعونہ کو حیلوں اور باطل تاویلوں سے حلال کر کے دین کو کیوں بازیچہ اطفال بنانے پر تلے ہوئے ہیں؟

دوسرا، ایک مضمون جو ''معارف'' اعظم گڑھ (بھارت) میں آج سے چند سال قبل شائع ہوا تھا، ہمارے ایک فاضل دوست وحید احمد صاحب نے لا کر دکھایا جو پاک وہند سے شائع ہونے والے دینی وعلمی لٹریچر کے مطالعے کے بڑے شوقین ہیں اور کاروباری ہونے کے باوجود بہت اچھا علمی ذوق رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں حنفی (بریلوی) ہونے کے باوجود اپنے حنفی علماء کے تقلیدی جمود کے سخت شاکی ہیں۔ جب راقم نے ان سے ''تفویض طلاق'' اور ''حلالے'' والے مضمون کا ذکر کیا تو انہوں نے ''معارف'' کے دو شمارے اپنی لائبریری سے لا کر مجھے دیئے جن میں سے ایک میں تفویض طلاق پر مضمون تھا اور دوسرے میں حلالہ مروجہ ملعونہ پر۔

راقم کو یہ دونوں مضامین دیکھ کر خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی۔ خوشی اس بات پر ہوئی کہ تفویض طلاق کے بارے میں راقم نے جو کچھ لکھا ہے وہی مؤقف ''معارف'' میں چند سال قبل شائع شدہ مضمون میں اختیار کیا گیا ہے کہ یہ سراسر ناجائز ہے اور تعجب اس پر ہوا کہ فاضل مضمون نگار جامعہ کراچی میں فقہ و اسلامیات کے استاذ ہیں اور حنفی (بریلوی) مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اللہ نے موصوف کو مذکورہ دونوں مسئلوں میں تقلیدی جمود سے نکل کر قرآن وحدیث میں بیان کردہ مؤقف کو اختیار کرنے کی توفیق سے نوازا۔ كَثَّرَ اللّٰهُ اَمْثَالَهُمْ فِينَا.

بہر حال ان کے علاوہ بھارت کے مولانا الطاف احمد اعظمی، مولانا عبدالحلیم قاسمی بانی جامعہ حنفیہ گلبرگ لاہور پیر کرم شاہ ازہری اور دیگر کئی حضرات کی آرائے گرامی بھی حلالے کی بابت علم میں آئیں، ان سب کا تعلق حنفی مسلک ہی سے ہے۔ اب یہ ساری آراء اور خیالات قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہیں۔ پہلے مولانا تقی عثمانی صاحب بالقابہ کا فتویٰ، پھر ''معارف'' والا مضمون اور بعد میں دیگر آراء۔

**حیلے سے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، مولانا تقی عثمانی صاحب کا فتویٰ:** مولانا تقی عثمانی صاحب حیلہ تملیک زکاۃ کے بارے میں فرماتے ہیں: (یادرہے یہ حیلہ بھی احناف ہی میں رائج ہے اور انہی کے علماء کا تجویز کردہ ہے)۔ ''اور یہ جو تملیک کا حیلہ عام طور پر کیا جاتا ہے کسی غریب کو زکوٰۃ دے دی اور اس سے کہا کہ تم فلاں کام پر خرچ کردو، وہ غریب بھی جانتا ہے کہ یہ میرے ساتھ کھیل ہو رہا ہے اور حقیقت میں مجھے اس زکوٰۃ کی رقم میں سے ایک پیسے کا بھی اختیار نہیں ہے تو یہ محض ایک حیلہ ہے اور اس کی وجہ سے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔'' اس واضح فتویٰ کے باوجود کسی حنفی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مولانا موصوف سے یہ پوچھ سکے کہ جب مسئلہ زکوٰۃ میں حیلے سے حکم میں تبدیلی نہیں آتی تو نکاح جیسے مسئلے میں، جو اس سے کہیں زیادہ اہم ہے، حیلے سے نکاحِ حرام، نکاح حلال

میں کس طرح تبدیل ہو جاتا ہے؟ اور زناکاری سے مطلقہ عورت زوج اول کیلئے کس طرح حلال ہو جاتی ہے؟اب ملاحظہ فرمائیں ''معارف'' میں شائع شدہ مضمون۔اس کا عنوان بھی فاضل مقالہ نگار، ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج صاحب استاذ الفقہ والتفسیر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی ہی کا تجویز کردہ ہے۔

**حلالہ مروجہ اور قرآنی حلالہ کے درمیان فرق (از حافظ محمد شکیل اوج):** عارضی نکاح کو حلالہ کہتے ہیں بشرطیکہ طلاق کو نکاح کی شرط نہ بنایا جائے، تاہم بہ وقت نکاح طلاق کا قصد وارادہ ہو تو کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا، اس نکاح میں اول الذکر شکل کو ناجائز اور گناہ جبکہ مؤخر الذکر صورت کو جائز وروا قرار دیا جاتا ہے۔شرط و قصد کی تفصیل فقہی کتابوں میں دیکھ جا سکتی ہے، مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ قرآن مجید نے ﴿فَلَا تَحِلُّ لَه مِن بَعدُ حَتّٰی تَنكِحَ زَوجًا غَيرَه﴾ کے الفاظ میں جس نکاح کی بات کی ہے وہ کون سا نکاح ہے مروجہ حلالہ یا تحلیل شرعی؟

ہم سمجھتے ہیں کہ فقہی حلالہ قرآنی حلالہ سے بالکل الگ اور مختلف چیز ہے مگر افسوس کہ ہمارے غیر تحقیقی رویے اور قرآن سے ہمارے عدم تعلق اور عدم غور وفکر کے باعث قرآنی حلالہ، فقہی حلالہ میں گم ہو چکا ہے، زیر نظر مضمون میں اسی متاع گمشدہ کی تلاش وجستجو ہمارا مقصد ہے اس سلسلے میں ہمیں چند باتوں پر غور کرنا ہوگا:

ا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی رو سے نکاح کبھی عارضی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ دائمی ہوتا ہے اسی لئے تو ''طلاق'' کا قانون بنایا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی ناقابل اصلاح نقص پیدا ہو گیا تو اسے طلاق کے ذریعے ختم کیا جا سکے لیکن اگر شرطِ طلاق یا پھر قصدِ طلاق کے ساتھ نکاح منعقد ہو تو بتایا جائے کہ اپنے انجام کے اعتبار سے دونوں میں کیا جوہری فرق رہ جاتا ہے؟ مگر حیرت ہے کہ ہمارے فقہاء نے قصد طلاق کے ساتھ ایسے نکاح کو نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ اسے باعث اجر وثواب بھی گردانا ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک کسی نکاح میں اگر احصان کا معنی نہ پایا جائے تو اسے از روئے قرآن نکاح کہنا محل نظر ہوگا، احصان حصن سے بنا ہے اور حصن قلعہ کو کہتے ہیں یعنی ایسی جگہ جو لوگوں کیلئے حفاظت کا کام انجام دے، شادی شدہ مرد کو محصن اور عورت کو محصنہ کہہ کر دراصل اسی حقیقت کی تذکیر کی ہے۔محصنین کے لفظ کے ساتھ ﴿غَيرَ مُسَافِحِينَ وَ لَا مُتَّخِذِي اَخدَانٍ﴾ کے الفاظ اس لئے استعمال ہوئے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ شارع نے اپنے ماننے والوں کیلئے احصان سے ہٹ کر کھلے بندوں یا چوری چھپے ہر دو طریق سے قائم جنسی تعلقات پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔آپ قرآن مجید کے ان الفاظ کو پیش نظر رکھیے ﴿مُحصِنِين غَيرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي اَخدَانٍ﴾ اور غور وخوض کے بعد انصافاً کہیے کہ کیا مروجہ حلالہ، محصنین کی تعریف میں آتا ہے؟ یعنی کیا یہ حلالہ مرد کو عورت کی عزت وآبرو کا محافظ وامین

بنا تا ہے؟ یا اس کے برعکس عورت کی عزت و ناموس کو لوٹنے والا جس کی مدت عام طور پر دو ایک راتوں پر مشتمل ہوتی ہے؟ دوسرے یہ کہ نکاح میں مرد عورت کی باہمی رضامندی بنیادی عامل کا کردار ادا کرتی ہے اور اس رضامندی کی اہمیت بلکہ ضروریت کا کوئی منکر نہیں ہے تو اب سوال یہ کہ کیا حلالہ میں بھی فریقین کی آزادانہ مرضی کا کوئی عمل دخل ہوتا ہے؟

تیسری بات یہ ہے کہ حلالہ کرتے وقت استقرارِ حمل کی صورت میں آئندہ کے لائحہ عمل کا کوئی شرعی منصوبہ مرد یا عورت کے ذہن میں ہوتا ہے؟ اور نکاح حلالہ کے دوران اگر کوئی فریق فوت ہو جائے تو کیا حقوق وراثت پیدا ہونے کا مسئلہ بھی کسی فریق کے ذہن میں ہوتا ہے؟ آپ کو ان سوالوں کا جواب شاید اثبات میں نہ ملے، جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حلالہ خالصتاً عارضی ہوتا ہے جو ہنگامی صورت حال میں وجود پذیر ہوتا ہے اور یہ کہ حلالہ کی ''دائمی نکاح'' کی طرح کوئی بنیاد نہیں ہوتی گویا یہ وہ بیج ہے جو درخت پیدا کرنے کیلئے نہیں بویا جاتا۔

چوتھے یہ کہ مرد و عورت جب رشتہ ازدواج میں بندھ رہے ہوتے ہیں تو فریقین کے متعلقین ایک دوسرے کی معاشی، اخلاقی اور مذہبی حالات کی جانچ پڑتال اور چھان پھٹک میں مصروف ہو جاتے ہیں پھر لمبی چوڑی تحقیق و تفتیش کے بعد نکاح کا مقدس رشتہ وجود میں آتا ہے، کیا حلالہ بھی اپنے پس منظر میں کسی ایسی ہی انکوائری کا طلبگار ہوتا ہے؟ اپنے ضمیر کی عدالت سے پوچھیئے اگر وہ حلالہ کو قرآن کا مطلوب نکاح قرار دے تو بیشک اسے اختیار کر لیجئے وگرنہ خدارا اس غیر شرعی اور غیر قرآنی عمل کو تحلیل شرعی کا نام نہ دیجئے۔ ﴿غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ﴾ سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن نے نکاح کو جہاں احصان سے تعبیر کیا ہے وہیں ان لفظوں سے نکاح کے مفہوم کا کامل احاطہ بھی کر لیا ہے، یعنی نکاح ایسا ہو کہ جو مسافحت کا غیر ہو اور مسافحت کا غیر وہی ہو سکتا ہے جس میں احصان کا قصد ہو، اور جو نکاح قصد احصان سے خالی ہو وہ مسافحت کا غیر نہیں بلکہ اس کا عین ہے جو لوگ نکاح کی غرض و غایت فقط جنسی ملاپ کو قرار دیتے ہیں، انہیں اس آیت پر غور کرنا چاہیے، سچ کہیے کیا مروجہ حلالہ مرد و عورت کے درمیان فقط شہوت رانی اور جنسی تعلقات سے عبارت نہیں ہے؟ اور کیا ایسے نکاح میں دوران حلالہ علی الاعلان اور طلاق کے بعد چوری چھپے جنسی رابطے کا امکان نہیں ہے؟ کوئی ہے جو اس پر غور کرے؟ اس لئے کہ جنسی بے راہ روی صرف مرد میں نہیں ہوتی، عورت میں بھی ہوتی ہے، حلالہ کی صورت میں اگر ایک بار ہی سہی کسی عورت نے اپنے مُحلِّل کا ذائقہ چکھ لیا اور اسے مزہ آ گیا تو کیا طلاق کے بعد وہ دوبارہ اسی محلل سے جنسی رابطہ بحال رکھنے کی خواہش مند نہیں ہو سکتی؟ کیونکہ جس طرح ﴿مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ﴾ کے الفاظ مرد کے تعلق سے آئے ہیں، اسی طرح ﴿محصنات غیر مسافحات و لا متخذات اخدان﴾ [النساء: ۲۵] کے الفاظ عورت کے تعلق سے بھی آئے ہیں، مطلب یہ کہ عورتیں بھی محصنہ بننے کیلئے قید نکاح میں آئیں، کھلے بندوں شہوت رانیاں اور خفیہ آشنائیاں کرنے

والی نہ بنیں، ہم سمجھتے ہیں کہ حلالہ جہاں ایک طرف کھلے بندوں اور علی الاعلان (بہ صورت نکاح) شہوت رانی کا ذریعہ بنتا ہے۔ وہیں چوری چھپے (بہ صورت طلاق) جنسی ملاپ کی سبیل بھی پیدا کردیتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس قرآنی فقرہ میں معانی کا ایک جہان سمٹا ہوا ہے، اس فقرہ میں نکاح کی ایسی تعریف کی گئی ہے جس کی رو سے صرف متعہ ہی حرام نہیں ٹھہرتا بلکہ مروجہ حلالہ بھی حرام ٹھہرتا ہے کیونکہ یہ دونوں ہی احصان کی صفت سے خالی اور مسافحت کی شناعتوں سے پر ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا: **(ألا اخبر کم بتیس المستعار)** تو انہوں نے پوچھا: **(من ھو یا رسول اللہ** ﷺ**؟)** آپؐ نے فرمایا: **(ھو المحلل لعن اللہ المحلل و المحلل له)**.

مصنف عبدالرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: **(لا أوتی بمحلل و لا بمحللة الا رجمتھما)**. ''میرے پاس کوئی حلالہ کرنے والا مرد اور وہ عورت جس سے حلالہ کیا گیا، لائے گئے تو میں ضرور ان دونوں کو رجم کردوں گا۔'' بیہقی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایت آئی ہے: **(رفع الیه رجل تَزَوَّج امرأة لیحللھا لزوجھا ففرق بینھما و قال لا ترجع الیه الا بنکاح رغبة غیر دلسة)**. ''یعنی ایک ایسا مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوا جس میں ایک شخص نے کسی عورت سے اس کے سابق شوہر کیلئے حلالہ کے طور پر نکاح کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلہ سے ان دونوں کو الگ کردیا اور فرمایا کہ وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے رجوع نہیں کرسکتی، تاوقتیکہ اپنا مرغوب نکاح نہ کرے، یعنی ایسا نکاح جو (مروجہ حلالہ کی) ملاوٹ سے پاک ہو۔'' آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کو ملعون قرار دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قابل رجم فعل گردانا اور حضرت عثمانؓ نے اسے وصف نکاح سے مجرد مانا ہے، ایسی صورت میں ان قطعی روایتوں کے باوجود مروجہ حلالہ پر اصرار ناقابل فہم ہے۔

**پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کا فتویٰ:** پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے ﴿**فان طلقھا فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره**﴾ کی جو تفسیر کی ہے اس میں بھی حلالہ مروجہ کا رد موجود ہے اسے بھی ایک نظر دیکھ لیجئے! فرماتے ہیں۔ ''یہاں سے تیسری طلاق اور اس کے حکم کا بیان ہے، یعنی اگر تیسری طلاق بھی اس نے دے دی تو اب جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے بالکل اسی طرح بسنے کی نیت سے نکاح نہ کرے، جیسے اس نے پہلے خاوند کے ساتھ کیا تھا اور پھر وہ دوسرا خاوند ہم بستری کرنے کے بعد کچھ مدت گزرنے پر اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے، اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جاسکتی یہ ہے قرآن کریم کا واضح ارشاد، جس میں تاویل کی گنجائش نہیں، آج کل اس کا حل حلالہ کی باعث صد نفریں صورت میں تلاش کرلیا گیا ہے، اس کے متعلق حضور نبی

کریم ﷺ کا یہ حکم پیش نظر رہے (لعن الله المحلل و المحلل له) ''حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی پھٹکار اور جس (بے غیرت) کیلئے حلالہ کیا جا رہا ہے اس پر بھی اللہ کی پھٹکار۔''

﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ میں جس تحلیل شرعی کا بیان ہے، وہ عرفاً وہی ہے جو آپ نے پیر صاحب کے حوالہ سے اوپر ملاحظہ کیا، جسے میں اپنے لفظوں میں کچھ اس طرح بیان کروں گا کہ قرآنی حلالہ وہ ہے کہ جس میں بہ وقتِ نکاح شرطِ طلاق پائی جائے نہ قصدِ طلاق، فریقین کی باہمی رضامندی سے زندگی بھر کے سنجوگ کے ارادہ سے وہ عورت کسی اور سے نکاح کرے، پھر اگر قدرتی طور پر وہ نکاح کامیاب نہ ہو سکے اور طلاق واقع ہو جائے یا اس عورت کا دوسرا شوہر جہان فانی سے ہی رخصت ہو جائے تو اس صورت میں وہ عورت اپنے شوہر کیلئے بہ غرض نکاح حلال ہو جائے گی۔ غرض اس تحلیل شرعی میں کوئی سازش اور کوئی خفیہ ہاتھ ایسا نہیں کہ جو عورت کیلئے اس کے پہلے شوہر کو حلال کرنے کیلئے استعمال میں آیا ہو، یہ جو کچھ بھی ہوا محض اتفاق تھا اور بالکل فطری طور پر واقع ہوا، اسی اتفاق اور فطرت کے حسین امتزاج کو قرآنی حلالہ کہا جاتا ہے اور قرآن نے ﴿فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ والی آیت میں اسی حلالہ کو بیان کیا ہے نہ کہ حلالہ مروجہ کو۔

**حلالہ، قرآن کے خلاف سازش ہے:** بھارت کے ایک حنفی عالم مولانا الطاف احمد اعظمی سابق پروفیسر جامعہ ہمدرد، نئی دہلی اپنے ایک فاضلانہ مقالے بعنوان ...... اسلام کا قانون طلاق ...... میں لکھتے ہیں۔ یاد رہے ان کا یہ مقالہ اس مجموعہ مقالات میں شامل ہے جو علی گڑھ میں منعقدہ ایک سیمینار میں پیش کئے گئے اور پھر کتابی شکل میں شائع ہوئے، فرماتے ہیں۔ ''اس وقت مسلم سماج میں جو بہت سے ناپسندیدہ رسوم و رواج اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھ کر داخل ہو گئے ہیں اور ان کو قبول بھی کر لیا گیا ہے، ان میں سب سے بُرا، رواج (بیک وقت) تین طلاقوں کا ہے اور پھر حلالے کی گندی رسم۔ بجائے اس کے کہ علماء اس غلط رسم و رواج کو مٹاتے، ان کی طرف سے اس کو سند جواز مل گئی ہے۔'' ''گندی رسم'' پر حاشیہ دے کر لکھتے ہیں: ''حلالے کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ عورت کا نکاح کیا جاتا ہے اس سے پہلے سے طے ہو جاتا ہے کہ وہ نکاح کے بعد ...... اس کو طلاق دے دے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ معاملہ قرآن کی ہدایت کے بالکل خلاف ایک سازش ہے۔ نبی ﷺ نے حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

**حلالہ سراسر لغو اور لعنتیوں کا کام ہے:** مولانا عبدالحلیم قاسمی بانی جامعہ حنفیہ (گلبرگ لاہور) اپنے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں: ''اب اس معاملے کو حلالے کے نام سے مشروط نکاح کسی شہوت پرست مرد سے کر دیا جاتا ہے اور صبح اس عورت کو پہلے خاوند کے حوالے کر کے ﴿حتى تنكح زوجا غيره﴾ پر عمل ظاہر کر دیا جاتا ہے جو

سراسر لغو اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کوئی غیرت مند آدمی اپنی عورت کو گائے، بھینس اور بکری بنانے کیلئے تیار نہیں ہوتا، لیکن یہ جو کچھ ہو رہا ہے، اللہ کی پناہ مختلف علاقوں میں حلالہ نکالنے کیلئے خاص آدمی ہر وقت تیار رہتے ہیں۔'' آگے مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کر کے عہد نبوی اور ابوبکر صدیق کے دور مبارک اور فاروق اعظم کے دور میں دو سال تک کا عمل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حضرت فاروق اعظم ﷛ نے سیاسۃً ایک مجلس میں تین طلاقوں کو تین تسلیم کر لیا تھا، یہ آپ کی سیاست تھی جس میں تبدیلی کا امکان ہے چنانچہ اکثر جلیل القدر صحابہ نے اس معاملے میں اختلاف فرمایا ہے جو کتب احادیث میں بادلائل موجود ہے۔ آج تک کسی مفتی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ یہ لکھ کر دے کہ یہ فیصلہ حضور ﷺ کا نہیں؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لکیر کے فقیر بن کر غلط راستے پر گامزن ہیں اور ایک ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر سفاح (بدکاری) ہے اس لیے حضور پاک ﷺ نے واضح الفاظ میں لعنتی قرار دیا ہے اور مانگا ہوا بکرا اس کو فرمایا جو زنا کا ارتکاب کرتا ہے۔''

**اسلام (حلالے کے جواز جیسی) ستم ظریفی پر چیخ اٹھتا ہوگا:** پیر کرم شاہ ازہری سپریم اپیلیٹ شریعت بنچ، بریلوی مکتب فکر کی ایک نمایاں شخصیت گزری ہے، یہ جب جامع ازہر (مصر) سے پڑھ کر آئے تو ''دعوت فکر ونظر'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں انہوں نے نہایت پُرزور انداز میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرنے پر زور دیا اور حضرت عمر ﷛ کے فیصلے کو ایک تعزیری اقدام قرار دیا اور فرمایا کہ اب یہ تعزیری اقدام حلالے جیسی بے غیرتی اور ارتداد کا باعث بنا ہوا ہے، اس لیے علماء ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کرنے کا فتویٰ دے کر، امت پر رحمت کا دروازہ کھول دیں۔ ان کے فرمان کو انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

''لوگوں میں شرعی احکام کے علم کا فقدان ہے۔ انہیں یہ پتہ ہی نہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا کتنا بڑا جرم ہے اور یہ ''تَلعُّب بكتاب الله'' کے مترادف ہے، وہ غیظ وغضب کی حالت میں منہ سے بک جاتے ہیں، انہیں تب ہوش آتا ہے جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک جنبش لب سے اپنے گھر کو برباد کر دیا ہے، اس کی رفیقۂ حیات اور اس کے ننھے بچوں کی ماں اس پر قطعی حرام ہوگئی ہے، اس کی نظروں میں دُنیا تاریک ہو جاتی ہے۔ یہ ناگہانی مصیبت اس کیلئے ناقابل برداشت ہوتی ہے، پھر وہ علماء صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جو باستثنائے چند حضرات، بڑی معصومیت سے انہیں حلالے کا دروازہ دکھاتے ہیں۔ اس وقت انہیں اپنے غیور رسول کی وہ حدیث فراموش ہو جاتی ہے۔ (لعن الله المحلل والمحلل له) ''حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی لعنت اور جس (بے غیرت) کیلئے حلالہ کیا جائے، اس پر بھی اللہ کی لعنت۔'' اس سلسلے میں ایک اور حدیث بھی سُن لیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں

تمہیں کرائے کے سانڈ کی خبر نہ دوں؟'' ہم نے کہا: ضرور اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے اللہ کی لعنت ہو حلالہ کرنے والے پر بھی اور اس پر بھی جس کیلئے حلالہ کیا جائے۔''

ان علمائے ذی شان کے بتائے ہوئے حل کو اگر کوئی بدنصیب قبول کر لیتا ہوگا تو اسلام اپنے کرم فرماؤں کی ستم ظریفی پر چیخ اٹھتا ہوگا اور دین سبز گنبد کے مکین کی دہائی دیتا ہوگا۔ اب حالات دن بدن بدتر ہو رہے ہیں۔ جب بعض طبیعتیں اس غیر اسلامی اور غیر انسانی حل کو قبول نہیں کرتیں اور اپنے گوشہ عافیت کی ویرانی بھی ان سے دیکھی نہیں جاتی تو وہ پریشان اور سراسیمہ ہو کر ہر دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اس وقت باطل اور گمراہ فرقے اپنا آہنی پنجہ ان کی طرف بڑھاتے ہیں اور انہیں اپنے دام تزویر میں بھی پھنسا لیتے ہیں۔ اس کی بیوی تو اسے مل جاتی ہے لیکن دولت ایمان لوٹ لی جاتی ہے۔ میرے یہ چشم دید واقعات ہیں کہ کنبے کے کنبے مرزائی اور رافضی ہو گئے۔ جب حالات کی سنگینی کا یہ عالم ہو، جب یہ تعزیر (بیک وقت تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کی رائے) بے غیرتی کی محرک ہو بلکہ اس کی موجودگی سے ارتداد کا دروازہ کھل گیا ہو۔ ان حالات میں علماء اسلام کا یہ فرض نہیں کہ امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر درِ رحمت کشادہ کریں (یعنی ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیں)'' (''دعوت فکر و نظر'')۔

پیر صاحب موصوف کا یہ مقالہ حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اس کتاب میں شامل کیا گیا تھا جو احمد آباد (بھارت) میں منعقدہ ایک سیمینار کے مقالات کے مجموعے پر مشتمل تھی، ان سب کا موضوع مسئلہ طلاق ثلاثہ ہی تھا، پیر صاحب کے مقالے کی بیشتر عربی عبارتوں کا ترجمہ بھی راقم ہی نے کیا تھا، یہ 1979ء کی بات ہے۔ جب سے یہ فاضلانہ مقالہ۔ مجموعہ مقالات علمیہ، در بارہ ایک مجلس کی تین طلاق۔ نامی کتاب کا حصہ ہے اور نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور کی شائع کردہ ہے۔

**نکاح، بشرط تحلیل حرام اور موجب لعنت ہے:** مولانا کفایت اللہ دہلوی مرحوم کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، علمائے احناف (دیوبند) میں وہ ''مفتی اعظم ہند'' مانے اور سمجھے جاتے ہیں، ان کے فتاوے 9 جلدوں میں ''کفایت المفتی'' کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ اس مجموعہ فتاویٰ میں درج ایک سوال، جواب ملاحظہ فرمائیں:

''سوال: شرع شریف میں حلالہ کس کو کہتے ہیں؟ بعض علاقوں میں مروجہ حلالہ عمل میں لاتے ہیں، کسی کیلئے حلالہ کرتے ہیں، بعض مفتی اس پر جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو حدیث شریف (لعن رسول الله ﷺ المحلل والمحلل له) کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** مطلقہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرلے اور پھر اس سے طلاق یا موتِ زوج کی وجہ سے علیحدہ ہوکر پہلے زوج مطلِق کیلئے حلال ہو جاتی ہے، اس کا نام حلالہ ہے۔ لیکن زوج اول یا زوجہ یا اس کے کسی ولی کی طرف سے زوج ثانی سے یہ شرط کرنی کہ وہ طلاق دے دے اور زوج ثانی کا اس شرط کو قبول کر کے نکاح کرنا، یہ حرام ہے۔ اس میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے۔ حدیث جو سوال میں مذکور ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ تحلیل کی شرط کر کے نکاح کرنا موجب لعنت ہے۔''

**حلالے کی رائج شکل بالکل متعہ کی طرح ہے:** ایک اور حنفی عالم، مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی فاضل دیوبند، مدرس مدرسہ بیت العلوم مالیگاؤں (بھارت) مجلس واحد کی تین طلاقوں کی خرابیوں کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''جب لوگ دینی ناواقفیت اور جذبات کی شدت سے مجبور ہو کر (اکٹھی) تین طلاق دیتے ہیں تو صحیح حکم کے ظاہر ہونے کے بعد سخت نادم ہوتے ہیں اور دنیا بھر کی حیلہ جوئی اور چارہ گری تلاش کرتے ہیں، ایسی غلط تدبیریں اختیار کرتے ہیں کہ پھر وہ عورت اس کے نکاح میں بغیر تحلیل (شرعی) کے آجائے یا باقی رہ جائے۔ اس سے متعدد خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔ اگر طلاق دینے والا حنفی مسلک رکھتا ہے اور اسی پر قائم رہنا چاہتا ہے تو لامحالہ تحلیل کی شکل اختیار کرتا ہے، شرط باندھ کر دوسرے سے نکاح کراتا ہے کہ تم کل طلاق دے دینا۔ اس طرح وہ شریعت کے نزدیک مجرم ٹھہرتا ہے۔ اس کے بعد موصوف نے حلالے کے لعنتی اور زناکاری ہونے کی بابت احادیث و آثار نقل فرمائے ہیں، پھر لکھتے ہیں۔ ''اب آپ غور کر کے دیکھئے کہ ہمارے معاشرے میں کون سی شکل رائج ہے؟ بالکل متعۃ النساء کی طرح مشروط نکاح کیا جاتا ہے اور اگلے دن نکاح کرنے والے سے طلاق لے لی جاتی ہے۔ اس شکل میں بعض ایسے شرمناک اور حیاسوز قصے سننے میں آتے ہیں کہ کسی طرح شریعت کا مزاج اس کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں، جب ہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ایسے لوگوں کو میں سنگسار کردوں گا۔''

اس کے بعد موصوف نے ایسے بعض واقعات کا ذکر کیا ہے جن میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو، ایک طلاق شمار کر کے رجوع کا حق دینے کے بجائے تین ہی طلاقیں شمار کر کے صلح اور رجوع کا راستہ بالکل بند کر دیا تو دونوں میاں بیوی کس طرح نہایت عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے۔ اہل علم محولہ کتاب میں یہ واقعات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ آخر میں فاضل مضمون نگار نے ایسے عبرت ناک انجام سے یا حلالے جیسے لعنتی کام سے بچنے کا حل یہی بتلایا ہے کہ مجلس واحد کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق سمجھا جائے۔